لیے اُستاد میں خود اعلیٰ درجہ کی ذہانت اور محبت ہونی چاہیے نہ کہ بچوں کو کسی مثالی نمونہ کی پیروی کرنے کی ترغیب دی جائے۔

دوسرا مقصد تعلیم کا یہ ہے کہ نئے خیالات اور طرزِ زندگی کی قدر پیدا کرے۔ بچہ کے دماغ میں صرف موجودہ اقدار کو ذہن نشین کرنے اور معیاروں کے تابع بنانے کا یہ اثر ہوگا کہ بجائے اس کے کہ اس کی ذہانت بیدار کی جائے، وہ محدود تنگ نظر بنا دیا جائے گا۔ دنیا کے موجودہ ہنگاموں سے تعلیم کا گہرا تعلق ہے۔ جو استاد آج کل کے عالمگیر فتنہ و آشوب کے اسباب سے پورا واقف ہے، اس کے دل میں لا محالہ یہ سوال اٹھے گا کہ طالب علموں میں تیزیٔ فکر کیسے بیدار کی جائے۔ تاکہ آئندہ نسل مزید خلفشار اور بربادی نہ پیدا کرے۔ استاد کو اپنی ساری توجہ و شفقت صحیح قسم کے ماحول پیدا کرنے، اور فہم و دانش کی ترقی میں لگانی ہوگی، تاکہ بچے جب سن تمیز پر پہنچیں، ان میں ایسی پختگی آجائے کہ جو انسانی مسائل ان کے در پیش ہوں، انھیں دانش مندی سے حل کر سکیں۔ ایسا کرنے کے لیے استاد کو نظریات، رسوم و عقائد کا سہارا لینے کے بجائے خود شناس ہونا پڑے گا۔ بہتر یہ ہوگا کہ اصولوں اور خالی معیاروں کو ہم بالائے طاق رکھ کر صرف صورت حال سے تعلق رکھیں۔ استاد کے لیے نئے نئے طریقۂ تعلیم کے جاننے کے بجائے دانش مندی حاصل کرنا زیادہ ضروری ہے۔ کسی خاص طریقۂ تعلیم کے مطابق عملدرآمد کرتے رہنے سے، چاہے وہ طریقہ کیسے

ہی مستند صاحب فکر اور ذی فہم شخص نے کیوں نہ نکالا ہو، طریقہ کی اہمیت زیادہ ہو جاتی ہے اور بچوں کی اہمیت صرف اسی پر محدود ہو جاتی ہے کہ وہ کہاں تک اس طریقہ سے میل کھاتے ہیں بچوں کو پہلے جانچ کر استاد ان کو مختلف شعبوں اور درجوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور بعدہٗ انھیں خاص خاص طریقوں پر تعلیم دینا شروع کر دیتے ہیں۔ استاد کے لیے ممکن ہے کہ اس طریقہ میں سہولت ہو جائے، لیکن نہ تو کسی نظام تعلیم کی پیروی، نہ رائے عامہ کے دباؤ سے اور نہ علمیت کے اثر سے مکمل شخصیت کا انسان بن سکتا ہے۔ صحیح قسم کی تعلیم اس پر منحصر ہے کہ بچہ کے اصلی مزاج اور طبیعت کو استاد جانے پہچانے، نہ یہ کہ اس پر ایسا معیار مسلط کیا جائے جس کے مطابق بچہ کو اُستاد کی رائے میں ہونا چاہیے۔ کسی اعلیٰ معیار کے سانچے میں ڈھالنا بچہ کو تقلید کی طرف مائل کر دیتا ہے اور اس طرح بچہ کے دل میں خوف پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اس شش و پنج میں غلطاں و پیچاں رہتا ہے کہ "وہ کیا ہے اور اسے کیا ہونا چاہیے" ایسی باطنی کشمکش کے اثرات باہر سوسائٹی میں برابر دکھائی دیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ معیار کا سودا ہمارے لیے بچہ کی حقیقت پہچاننے میں خلل ڈالتا ہے۔ اور بچہ خود اپنی حقیقت نہیں پاتا۔

جو والدین اپنے بچہ کی شخصیت کو ٹھیک طریقہ سے سمجھنا چاہتے ہیں، وہ معیار کے پردہ کی آڑ سے بچہ کو نہیں دیکھیں گے۔ اگر وہ اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں تو ان کو غور سے دیکھتے سمجھتے رہیں گے۔ جب کوئی